پاکستان میں خارجیت کا طوفان
حبِ معاویہؓ کی آڑ میں بغضِ اہلبیتؓ کی خطرناک تحریک

حافظ عبدالحق خان بشیر نقشبندی

پاکستان میں رافضیت کے خوفناک سیلاب کے ساتھ ساتھ خارجیت کا جو خطرناک طوفان اٹھ رہا ہے وہ مسلمانانِ اہلسنت کے لئے انتہائی تشویشناک ہے، کیونکہ سنیّت کے عنوان سے کام کرنیوالی تمام تحریکیں رافضیت کے تعاقب میں ہیں اور خارجیت بے لگام و خودسر، اور سرکش گھوڑے کی طرح اپنے نظریات کی اشاعت و نشوونما کیلئے جدوجہد کر رہی ہے اس تحریک کا دوسرا خطرناک اور گمراہ کن پہلو یہ ہے کہ خارجیّت کی یہ تحریک سنیّت کے عنوان سے کام کر رہی ہے یہ سعادت صرف اور صرف بحمداللہ تحریک خدام اہلسنت والجماعت کے حصہ میں آئی ہے کہ تحریک عظمت صحابہؓ و عفت اہلبیتؓ کے تحفظ کیلئے خارجیت اور رافضیت دونوں فتنوں کے خلاف دینی وملی خدمات سرانجام دے رہی ہے، آیئے پاکستان میں خارجی تحریک کے چند نظریات باطلہ ملاحظہ فرمالیں، تاکہ دینی وملی ذمہ داریاں محسوس کرنے میں دشواریاں نہ ہوں،

رئیس الخوارج محمود احمد عباسی کے خارجی نظریات

(۱) حسینؓ کے دور اندیش دوستوں نے لاکھ منت سماجت کی کہ ایسی خطرناک مہم کے اندر ناعاقبت اندیشانہ اپنے کو جوکھم میں نہ ڈالیں اور ان لوگوں کے مواعید اور مصنوعی جوش وولولہ پر اعتماد نہ کریں، جنہوں نے ان کے والد سے دغا کی تھی، اور ان کو دھوکہ دیا تھا، مگر حسینؓ نے حبِ جاہ کی مہلک ترغیبات پر کان دھرنے کو ترجیح دی، اور ان لاتعداد خطوط (دعوت

ناموں) کی فخریہ طور پر نمائش کرتے رہے جو ان کو موصول ہوئے تھے اور جن کی تعداد جیسا کہ شیخی سے کہتے تھے کہ ایک اونٹ کے بوجھ کے مساوی تھی، (خلافت معاویہؓ ویزید ص ۱۹۵)

(۲) امیر مسلم (ابن عقبہ گورنر مدینہ) نے اہل مدینہ کو مخاطب کرکے جو الفاظ کہے تھے وہ مورخین نے یہ لکھے ہیں، اے اہل مدینہ امیرالمومنین یزید سمجھتے ہیں کہ تم لوگ اہل ہو، تمہارا خون بہانا انہیں گوارا نہیں، تمہارے لئے تین دن کی مدت مقرر کرتا ہوں جو کوئی تم میں سے (بغاوت سے باز) آجائے گا اور حق کی طرف رجوع کرے گا ہم اسکا عذر قبول کرلیں گے اور یہاں سے چلے جائیں گے اور اس ملحد (دین میں نئی بات پیدا کرنیوالے) کی طرف متوجہ ہوں گے، جو مکہ میں ہے اور اگر تم نہ مانو گے تو سمجھ لو کہ ہم حجت تمام کرچکے، (ایضاً ص ۳۲۸)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو ملحد کہا جا رہا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

(۳) یزید نے عبداللہ بن زبیرؓ کے بارے میں یہ شعر پڑھا،

واعجباً من ملحد واعجباً   مخادع فی الدین یقفو بالفری

افسوس اُس ملحد پر افسوس، جو دین کے بارے میں دھوکہ دیتا ہے اور جھوٹی بات کو سچی بات بیان کرتا ہے،

۔۔۔۔۔ سیاسی اغراض کی خاطر (یزید نے) مذہب کی آڑ لینے اور اس طرح دین میں نئی بات پیدا کرنے کی بنا پر (ابن زبیر کو) ملحد کہا   (ایضاً ص ۴۲۰)

(۴) بالآخر شہادت ثبوت و صفائی گزر جانے کے بعد حضرت علیؓ کے ثالث نے جو ان کے بھتیجے داماد بھی تھے، واقعات کا غیر جانبدارانہ جائزہ لے کر انہیں ہی خطاوار ٹھہرایا اور مفادِ امت کے پیشِ نظر آٹھ نو سو حاضرین کے سامنے جن میں اکثر عظمائے ملت و صحابہ موجود تھے، منصب خلافت سے معزول کر دیا جس سے دوسرے ثالث نے بھی اتفاق کیا۔۔۔۔ جمہوریت نے ان کے عادلانہ فیصلہ کو سراہا، (تحقیق مزید ص۴)

(۵) حضرت علیؓ کو اس فیصلہ کے بعد سے اپنے دوبارہ منتخب ہونے کی کوئی توقع نہ ہوسکتی تھی، فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا، الخ (ایضاً ص۴)

(۶) اس حادثہ (کربلا) کو اکثر مؤرخین نے اس انداز سے پیش کیا ہے جس سے ان کا مقصد لوگوں کے دلوں میں بُغض کی آگ کو بھڑکانا ہے، واقعہ تو صرف اتنا ہی تھا کہ ایک شخص یعنی حضرتِ حسینؓ حکومت کی طلب میں اُٹھ کھڑا ہوتا ہے، اور اس کے حصول کیلئے جن اسباب و اعوان کی ضرورت ہے وہ فراہم نہیں کر سکتا اور بغیر امر مطلوبہ حاصل کئے قتل ہو جاتا ہے اس سے پہلے ان کے والد حضرت علی بھی قتل ہو گئے تھے الخ (مقدمہ مقتل الحسین ص۳۲)

(۷) ایرانی شدید تعصب نے اس تصویر میں خدوخال بھرے، اور حضرت حسینؓ کو بجائے ایک معمولی قسمت آزما کے جو ایک انوکھی لغزش و خطائے ذہنی اور قریب قریب غیر معمولی حبّ جاہ کے کارن ہلاکت کی جانب تیز گامی سے رواں دواں ہوں، ولی اللہ کے روپ میں پیش کیا ہے، (خلافت معاویہ و یزید ص۱۲۵)

عباسی صاحب کے خارجی نظریات کی تردید کے لئے حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی کتاب "شہید کربلا اور یزید" ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ پاکستان میں خارجیت کو اہلبیتؓ دشمنی کا زیادہ تر مواد و میٹریل عباسی صاحب کا فراہم کردہ ہے، اسی میٹریل سے خارجیت کے نظریات فاسدہ کا خوفناک و خطرناک محل تعمیر ہو رہا ہے عباسی صاحب کو پاکستان میں خارجیت کا موجدِ ثانی قرار دیا جا سکتا ہے،

جنہوں نے دشمنان اہلبیتؓ کو دشمنی اہل بیتؓ کی بنیادیں، بغضِ علیؓ و حسینؓ کی اساسیں اور اظہار حبّ یزید کے حوصلے فراہم کئے ہیں،

پروفیسر محمد اسلم صاحب

یہ بزرگ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں شعبہ تاریخ کے پروفیسر ہیں اور شیعیت کے خلاف اچھا ذہن رکھتے ہیں لیکن بدقسمتی سے اس میدان میں راہ اعتدال پر قائم نہ رہ سکے اور اہلسنت والجماعت کے اجماعی و اتفاقی مؤقف و نظریہ سے ہٹ کر خارجیت کے حدود میں داخل ہو گئے اور محض شیعہ دشمنی میں ان مناقب اہلبیتؓ سے بھی انحراف شروع کر دیا جو احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے ثابت ہیں، شیعیت کے خلاف ان کی سرگرمیوں کی وجہ سے ایک بار ہم نے بھی انہیں جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی دعوت دے دی، اور وہ تشریف لائے، تقریر بھی کی لیکن ان کی تقریر میں حضرت علیؓ کی خلافت کے بارہ میں جو انداز تھا وہ خالص خارجی ذہن کا آئینہ دار تھا، جس کی وجہ سے آئندہ ہم نے انہیں اپنے تنظیمی اور تبلیغی اجتماعات میں شرکت کی دعوت نہیں دی، ان کے چند خارجی نظریات ملاحظہ فرمالیں۔

(۱) عجمی منافقین کی وسیسہ کاریوں کی بدولت ہمارے بڑے بڑے علماء اور خطباء سیدہ صدیقہ کائنات (حضرت عائشہؓ) کی عظمت اور مقام سے کماحقہ واقف نہیں ہیں، انہوں نے ام المؤمنین صدیقہ کائناتؓ کی بجائے حضرت فاطمہؓ کو سیدۃ النساء کہنا شروع کر دیا، اور جمعہ کے خطبوں میں برسرِ منبر اس کی تکرار کرنے لگے،

(گزارش احوال واقعی، بر صدیقہ کائنات ص۹ از حکیم فیض عالم صدیقی)

جس روایت کو موصوف عجمی منافقین کی سازش قرار دیکر انحراف انکار کر رہے ہیں وہ روایت تو بخاری ص $\frac{512}{170}$ اور مسلم ص $\frac{290}{270}$ و ص۲۹۱ پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حوالہ سے موجود و مذکور ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فرمایا سیدۃ نساء اھل الجنۃ

Scanned with CamScanner

اونسآ العالمین، اونسآ ھٰذہ الامۃ، اگر اس فرمانِ نبوت کے مطابق یہ بڑے بڑے علمآ اور خطبا اسکا اظہار خطبات جمعہ و عیدین میں کرتے ہیں تو پروفیسر صاحب کیلئے اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟

(۲) اس آیت (والطیبات للطیبین الخ پ۱۸، النور: ۲۶) کی رو سے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ کا تقویٰ و طہارت میں وہی مقام اور مرتبہ ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام اور مرتبہ ہوگا جو مقام حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہوگا وہی ان کی رفیقہ حیات کا ہوگا جو مقام و درجہ حضرت فاروقؓ اعظم کا ہوگا وہی ان کی شریک حیات کا ہوگا اسی طرح تقویٰ وطہارت کے جس مقام پر حضرت عثمانؓ غنی فائز ہوں گے وہی مقام انکی بیوی کا ہوگا اور جتنے طیب وطاہر حضرت علیؓ ہوں گے اتنی ہی طیبہ وطاہرہ انکی اہلیہ ہوں گی، ایضاً ص۱۰

قطع نظر اس سے کہ پروفیسر صاحب نے آیت مذکورہ کی یہ تفسیر کس مفسر اہلسنت کے حوالہ سے کی ہے؟ پروفیسر صاحب کا مذکورہ نظریہ بظاہر کفریہ ہے، کیونکہ غیر نبی (زوجہ رسول) کا تقویٰ وطہارت نبی کے تقویٰ وطہارت کے برابر کیونکر ممکن ہے؟ اس سے قبل ائمۂ اہلسنت والجماعت کے ہاں یہ بحث تو موجود تھی کہ سیدۃ نسآ اھل الجنۃ کی حدیث نبویؐ کے پیش نظر مقامِ ازواجؓ رسول کا زیادہ ہے یا حضرت فاطمہؓ کا، لیکن پروفیسر صاحب نے قرآن کی اس خانہ ساز تفسیر کے ذریعہ اہلبیت دشمنی کا بھرپور ثبوت دیتے ہوئے حضرت فاطمہؓ کے مقام کو ترتیب کے اعتبار سے چھٹے مقام پر لا پھینکا ہے، پہلا مقام ازواجِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا، دوسرا مقام باقی ازواج انبیآ کا بترتیب مراتب، تیسرا مقام ازواج صدیق اکبرؓ کا، چوتھا مقام ازواج فاروقؓ اعظم کا پانچواں مقام ازواج عثمان غنیؓ کا، اور چھٹا مقام حضرت فاطمہؓ کا، وہ بھی حضرت علیؓ کی دیگر ازواج کے برابر پروفیسر صاحب کی مراتب وفضائل کی اس خانہ ساز تقسیم سے درج ذیل سوالات ذہن میں پیدا ہوتے ہیں کہ

(۱) اگر کسی بھی عورت کے مقام و مرتبہ اور تقویٰ وطہارت کا معیار اس کے خاوند کا مقام و مرتبہ اور اسکا تقویٰ و طہارت ہے تو پھر نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کے مقام کیا ہونگے؟

(۲) احادیث صحیحہ کے مطابق حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں تشریف لائیں گے چالیس سال تک حکومت کریگے اور اس دوران ان کی شادی بھی ہوگی، ان کی اس بیوی کا مقام کیا ہوگا؟ کیونکہ ان کا اپنا مقام تو بالاتفاق خلفائے راشدینؓ سے زیادہ ہے،

(۳) پروفیسر صاحب نے یہ اصول بھی بیان فرمایا ہے کہ خباثت کے جس درجہ پر ابولہب فائز ہوگا وہی درجہ اسکی بیوی کا ہوگا، (ایضاً ص۱۱)

اب سوال یہ ہے کہ فرعون کی بیوی: آسیہؓ کے بارہ میں کیا نظریہ قائم کیا جائے؟

ان حقائق و واقعات اور خارجی نظریات سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ دشمنیٔ اہلبیت میں کسقدر دور جا چکے ہیں؟

حکیم فیض عالم صدیقی جہلمی

حکیم صاحب مسلکاً متشدد اور غالی غیر مقلد تھے، ان کے غلو اور تعصب کا اندازہ اس ایک حوالہ سے ہی بخوبی کیا جاسکتا ہے فرماتے ہیں

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی، آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی کسی صحابی سے آپ کی ملاقات ثابت نہیں، مجوسی النسل تھے، اور آپ کے دادا مسلمان ہوئے تھے، چہ عجب کہ باقی مجوسی النسل نومسلموں کی طرح نسلی عصبیت وِرثہ میں ملی ہو، (اختلاف امت کا المیہ حصہ دوم ص۱۰۵)

اس غلو اور تعصب کیسا تھ ساتھ ان کے خارجی نظریات بھی ملاحظہ فرمالیں،

(۱) قرآن و حدیث سے تاریخ کا تقابل کے عنوان سے رقمطراز ہیں کہ امیر یزید نبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے مغفور کہلائے، تاریخ نے انہیں زانی، شرابی، فاسق اور فاجر کے روپ میں

پیش کیا، ملعونین علی لسانِ محمد وہ لوگ تھے جنہوں نے ذوالنورین
کو شہید کیا، مگر تاریخ نے مجاہدین حرّہ پر یہ روایت چسپاں کر دی
سیدنا حسین کو جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ امیر یزید کی
معیّت کیلئے کوفہ پہنچنے سے پہلے ہی عازم دمشق ہو گئے، مگر
تاریخ آج تک امیر یزید کو قتلِ حسینؓ کا مجرم کہہ رہی ہے الخ
(صدیقۂ کائنات صد ۴۸ تا صد ۵۰)

(۲) یہ واقعہ (افک) تیسری صدی کے یہودیوں کا من گھڑت ہے (ایضاً صد ۱۲۱)
حالانکہ یہ واقعہ بخاری و مسلم جیسی مستند کتب میں مذکور ہے، کہیں
انکار واقعہ کی آڑ میں ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ
کے اس مقام و مرتبہ کا انکار تو مقصود نہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں
سبحانک ھذا بھتان عظیم کے الفاظ سے انہیں عطا فرمایا ہے؟

(۳) حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت نہ کرنے کی صرف یہی وجہ
بیان کی جاتی ہے کہ انہیں بلوائیوں نے خلیفہ بنایا تھا مگر اس کے
علاوہ ایک اور وجہ بھی تھی، حضرت علیؓ کو بچپن سے اس عمر تک
جاننے والے صحابہ کرام کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی، حضرت علیؓ
کا بچپن، جوانی اور کہولت کا تمام زمانہ ان کی نظروں کے سامنے
تھا وہ جانتے تھے کہ آپ امور خلافت سے عہدہ برآ نہیں ہو سکیں
گے اور ان کی قیافہ شناسی آخر صحیح ثابت ہوئی۔ (ایضاً صد ۲۹)

(۴) سیدنا علیؓ اور سیدنا حسنؓ کی برائے نام خلافت کا دور ایک عبوری
دور تھا ۔ ۔ ۔ ۔ اسی لئے محققین نے سیدنا علیؓ کے دور خلافت
کو عبوری دور کہا ہے، (ایضاً صد ۲۲۴)
وہ محققین محمود احمد عباسی اور ان کے ہمنواؤں کے سوا کون ہو
سکتے ہیں؟

(۵) صدیقۂ کائنات جنگ جمل کے بعد مدینہ پہنچ کر گوشہ نشین ہو گئیں
مگر سیدنا علی نے بصرہ میں بقول مشہور باطنی داعی ناصر خسرو،
مسعود نہشلی کی دختر لیلیٰ سے نکاح کر کے اس کے مکان میں قیام
فرمایا یہ واقعہ ربیع الاول ۳۵ھ کا ہے یعنی اسوقت حضرت علیؓ
کی عمر ۵۰ سال سے زیادہ تھی، حضرت طلحہؓ الخیر اور حواری
رسول حضرت زبیرؓ کے علاوہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں صحابہ کرام
کی شہادت کے بعد جبکہ عالم اسلام کا تقریباً ہر گھرانہ ماتم کدہ
کا منظر پیش کر رہا تھا سیدنا علی کا لیلیٰ سے نکاح فرمانا
عظیم عزم، حوصلہ، اور استقلال سے بھرپور کارنامہ ہے،
یا للعجب، (ایضاً صد ۲۲۷)

(۶) سیدنا علیؓ صرف اپنی ذات میں خلیفہ تھے۔ اور نبی علیہ السلام
کی زندگی میں ہی آپ حصول خلافت کے خیال کو اپنے دل میں
پروان چڑھانے میں مشغول تھے، (ایضاً صد ۲۲۸)

(۷) آپ (حضرت علیؓ) کی شہادت عالم اسلام کیلئے ایک آیۂ رحمت
ثابت ہوئی، (ایضاً صد ۲۲۸)

(۸) حقیقت یہ ہے کہ مکہ سے روانگی تک (امام حسینؓ کے) خروج
کے ارادہ کو کسی نے کوئی اہمیت نہ دی، ایک پُرامن سلطنت
کے اندر ایک آدمی کی اس قسم کی حرکات سنجیدہ لوگوں کے نزدیک
ایک بچگانہ حرکت تھی، جن لوگوں نے آپ کو روکا ان کے روکنے
کا مقصد یہ تھا کہ گھر سے نکل کر شدائد سفر کی تکالیف ایک
شہزادے کے بس کا روگ نہیں ہو نگی، (واقعہ کربلا صد ۱۲)

(۹) آپ (یعنی حضرت حسینؓ) اعلائے کلمۃ الحق کے نظریہ کے تحت
عازم کوفہ نہیں ہوئے تھے، بلکہ حصول خلافت کیلئے آپ نے یہ
سفر اختیار کیا تھا، (ایضاً صد ۲۳)

(۱۰) حضرت حذیفہؓ قتل عمرؓ کی سازش سے باخبر تھے، اسی حذیفہ کا
بیٹا محمد اور محمد بن ابی بکر دونوں مصر میں ابن سبا کے معتمد خاص
تھے، (شہادت ذوالنورین صد ۵۱، ۵۲)

حضرت حذیفہؓ کے بارے میں ہے ھو صاحب سرّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
وروی عنہ عمرؓ بن الخطاب وعلیؓ بن ابی طالب، وابو الدرداءؓ وغیرھم
من الصحابۃ والتابعین الکمال فی اسماء الرجال صد ۵۹۰ اور امام حافظ ابن
حجرؒ فرماتے ہیں کہ صحابی جلیل من السابقین، تقریب التہذیب صد ۶۶

Scanned with CamScanner

(۱۱) ان واضح شواہد کی موجودگی میں کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ فاروقِ اعظمؓ کی شہادت کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش کا ہاتھ نہیں تھا؟ صرف چند نومسلم یہودی یا مجوسی اپنے اندر اتنا دم خم نہیں رکھتے تھے، پھر غور کیجئے کہ اس سازش کے پیچھے کونسا خفیہ ہاتھ تھا؟ اگر وہ سازشی لوگ معمولی حیثیت کے تھے تو کعبؓ اور حذیفہؓ دبی زبان میں اظہارِ خیالات کے بعد خاموش کیوں ہوگئے؟ انہیں کسی کا ڈر تھا؟ یا انہیں نئی حکومت میں کسی عہدہ کے ملنے کی توقع تھی؟ الیضاً صد ۵۴

اشارات وکنایات میں موصوف نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ سازش حضرت علیؓ کی تھی، (العیاذ باللہ تعالیٰ)

(۱۲) فاروق اعظمؓ کے خلاف تحریک سے اکثر صحابہؓ واقف تھے (الیضاً صد ۵۱)

(۱۳) اس زیر زمیں (مجوسیوں کی فاروق اعظمؓ کے خلاف) تخریبی تحریک سے اکثر صحابہؓ واقف تھے (الیضاً صد ۵۱)

گویا یہ تمام صحابہؓ پر الزام ہے کہ انہوں نے العیاذ باللہ تعالیٰ قصداً حضرت فاروق اعظمؓ کی جان بچانے کی فکر نہیں کی،

(۱۴) (حضرت عثمانؓ کی جان کی حفاظت اس لئے نہ ہو سکی کہ) صحابہ کرام کی اکثریت دورِ کہولت سے آگے بڑھ کر عالم پیری کے دروازوں پر دستک دے رہی تھی، (الیضاً صد ۵۱)

کیا العیاذ باللہ تعالیٰ انکی غیرتِ ملی، حمیت دینی، حرارت ایمانی اور احساس ذمہ داری بھی بوڑھا ہوچکا تھا؟

(۱۵) اب تاریخ ایک ورق اور الٹتی ہے، صدیق اکبرؓ واصل بحق ہو گئے اور مرتے وقت فاروق اعظمؓ کیلئے وصیت کر گئے گویا سیدنا علیؓ کیلئے خلافت کا دوسرا موقع بھی جاتا رہا (الیضاً صد ۵۰)

(۱۶) یہاں ایک امر قابل غور ہے کہ تمام مورخین کو قاتلین عثمانؓ کے نام معلوم ہیں مگر حضرت علیؓ کو ان کے نام معلوم نہ ہو سکے حالانکہ وہ سب کچھ ان کے سامنے ہوا۔ اگر سیدنا علیؓ سر یر آرائے خلافت ہوتے ہی ان گنتی کے لوگوں کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیتے، تو آپ کی باقی زندگی بھی امن سے گزرتی (الیضاً صد ۹۲)

(۱۷) اصحابہ ثلاثہؓ کے زمانہ میں تقریباً چالیس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح ہوا، مگر سیدنا علیؓ نے کسی غزدہ میں حصہ نہ لیا ہو سکتا ہے اسکی وجہ یہ ہو کہ خلفائے ثلاثہ آپکی حاضری مدینہ میں ضروری سمجھتے ہوں، اور اکثر امورات اور مہمات ملکی میں آپ کے مشوروں کی ضرورت پڑتی ہو۔ مگر اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ نے خود کسی غزوہ میں شامل ہونے کا ارادہ ظاہر نہ کیا ہو، اور اصحاب ثلاثہ میں سے کسی نے آپکو حکماً بھیجنا موزوں نہ سمجھا ہو، (مقام صحابہؓ صد ۹۶)

(۱۸) مہاجرین وانصار میں سے ایک صحابی بھی حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے کے حق میں نہ تھا (الیضاً صد ۱۱۳)

(۱۹) آنحضرتؐ کی وفات کے بعد سیدنا علیؓ نے کسی جہاد میں شرکت نہ کی بلکہ قادسیہ کی جنگ کے موقع پر سیدنا فاروق اعظمؓ کی خواہش کے باوجود آپ نے انکار کر دیا (سادات بنی رقیہ صد ۱۲)

(۲۰) سیدنا علیؓ کی نامنہاد خلافت نہ تو قرآنی معیار پر پوری اترتی دکھائی دیتی ہے نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خلافت کے متعلق کوئی اشارہ فرمایا ہے، تو آج کے ان بزعم خویش مولاناؤں کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ سیدنا علیؓ کو خلافتِ راشدہ میں شمار کر کے بالواسطہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کا ارتکاب کریں،

(خلافتِ راشدہ صد ۶۳)

عظیم الدین صدیقی

(۱) تاریخی حقائق کے پیشِ نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی وفات ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کے موقع پر حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی عمر اسقدر کم ہے کہ انہیں صحبتِ نبوی سے فیض یاب ہونے کا موقع نہ مل سکا، بایں طور یہ دونوں نواسے رسول کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے گود کھلائے تو کہے جا سکتے ہیں صحابی نہیں

(حق تحقیق صد ۴۳ بحوالہ خارجی فتنہ صد ۱۱۱ ج ۱)

(۲) خلافت راشدہ کے پورے دور میں سیدنا علیؓ اوران کی سیاسی
پارٹی کی حیثیت حزب اختلاف کی سی رہی (تحقیق حق صفحہ ۲ بحوالہ خارجی فتنہ ج ۱ صفحہ ۱۱۱)

(۳) اصولی طور پر یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ حضرت علیؓ عہد رسالت ہی
سے بوجوہ اپنے آپ کو خلافت ونیابت رسولؐ کا اوروں سے زیادہ
حقدار سمجھتے تھے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے اپنی
زندگی میں انہیں کسی انتظامی ذمہ داری کا اہل نہ سمجھتے ہوئے
کوئی منصب عطا نہ کیا، صرف دوبار ذیلی ونچی قسم کی ڈیوٹی
ذمہ لگائی، یمن کی مہم سے خمس کی وصولی، اور غزوہ تبوک کے
موقعہ پر اپنے اہل وعیال کی دیکھ بھال۔ لیکن ان ہر دو موقعوں
پر آپ نے جو رول ادا کیا وہ کتب احادیث وتاریخ کے
اوراق میں دیکھا جاسکتا ہے، اسی بنا پر عہد رسالت کے
بعد حضرات صحابہ کرام نے بھی انہیں کسی کلیدی اور قومی وملی
اہمیت کے منصب کا اہل نہ سمجھا، یہاں تک کہ امام اوّل
حضرت ابوبکر کی وفات، امام دوم حضرت عمر اور امام سوم
حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جب باندازدیگر آپ برسرِ اقتدار
لائے گئے تو دنیا نے دیکھ لیا کہ ذاتی وشخصی اور انفرادی قسم
کے فضائل کے باوجود آپ اسلام اور مسلمان قوم کے کامیاب
نگہبان ثابت نہ ہوسکے، مظلوم خلیفہ کی تڑپتی لاش پر قائم کردہ
حکمرانی قبول کرنے سے لیکر جمل وصفین اور نہروان میں ایک
لاکھ کے لگ بھگ مسلمانوں کے کشت وخون تک تمام ہی واقعات
اس حقیقت کا منہ بولتا تاریخی ثبوت ہیں، روایت سازی اور
تاریخ نویسی کے دور میں اس ناکامی اور کمزوری کو روایات
کی بھرمار سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی، الخ

(حق تحقیق صفحہ ۴۵ بحوالہ خارجی فتنہ ج ۱ صفحہ ۱۱۴)

(۴) عظیم صدیقی صاحب نے "حیات سیدنا یزید" کے نام سے
کتاب بھی لکھی ہے جس میں موصوف نے ۱ یزید کی خلافت
راشدہ کے اثبات ۲ حضرت علیؓ کے عہد خلافت کو عبوری
دور قرار دے کر انکی خلافت راشدہ کے انکار ۳ اور حضرات
حسنینؓ کی صحابیت کی نفی کی بھرپور ومسرتوڑ کوشش کی ہے،
اسمیں انہوں نے سید محمد انیس کی ایک نظم "امیر المؤمنین
سیدنا یزید رحمۃ اللہ علیہ" کے عنوان سے درج کی ہے
جس کے چند اشعار ملاحظہ فرمالیں،

ہر آن رہبر تھی ہدایت یزید کی	کیوں راشدہ نہ ہوگی خلافت یزید کی
چھینیں جو مال ان پہ مسلسل نوازشات	احسان معاویہؓ کے عنایت یزید کی
لازم تھی مؤمنین پہ قرآں سے پوچھیئے	اللہ کی، نبی کی، اطاعت یزید کی
مانو نہ مانو تم، مگر دنیا نے مان لی	دانش معاویہؓ کی خلافت یزید کی (صفحہ ۳)

مال چھیننے کا اشارہ حضرت امام حسینؓ کی طرف ہے، اس کی تفصیل ہمارے
دوسرے مضمون "حکیم محمود احمد ظفر اور انکی خارجیت" میں ملاحظہ فرمالیں،

(۵) سیدنا علیؓ کی ساڑھے چار سالہ آزمائشی وعبوری حکمرانی میں الخ
(حیات سیدنا یزید صفحہ ۱ وکتاب صدیقہ کائنات پر تقریظ صفحہ ۱۸)

ابو یزید بٹ

(۱) یزید کے نام کیساتھ رضی اللہ عنہ لکھنے کا جواز
پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کی شان و
بزرگی کے پیش نظر اور ان بزرگوں کے مرتبے اور عزت کی خاطر
ان کے امیر اور امام (یزید کو) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا از حد
ضروری ہے، ورنہ ان بزرگوں کی شان میں گستاخی ہوگی،
(خلافت رشید بن رشید امیر المومنین سیدنا یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۴)

بٹ صاحب کے نزدیک صحابہ کرامؓ کے شان وبزرگی کے احترام کے پیش نظر
یزید کو تو رضی اللہ عنہ کہنا از حد ضروری ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے شان وبزرگی کے احترام کے باوجود اہلبیتِ رسول کا جو مقام ہے وہ بھی
ملاحظہ فرمالیں،

(۲) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بھوک سے تنگ آکر میں مزدوری
کیلئے گھر سے نکلا، ایک عورت ملی جو مٹی کے ڈھیلے اکٹھے کررہی تھی
میں نے اندازہ کیا کہ یہ انہیں بھگونا چاہتی ہے میں نے اس سے
ایک ڈول پانی کے بدلے ایک کھجور کی اجرت طے کی، سولہ ڈول

Scanned with CamScanner

پانی کے بھرے، جس سے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے (واہ رے جوانی) اس نے مجھے سولہ کھجوریں دیں (رسول اللہ کے خسر اور داماد ص۳۰۴)

(۳) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضور رات آئے اور حضرت فاطمہؓ اور ان کو فرمایا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے، حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ہماری جانیں خدا کے قبضہ میں ہیں، جب اٹھانا ہے ہم اٹھتے ہیں، حضور سن کر واپس چلے گئے، اور فرمایا وکان الانسان اکثر شیئ جدلا۔ ۔ ۔ ۔ حضرت علیؓ کے اس جواب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازحد ناراض ہوئے، کیونکہ انسان اس طرح اپنی سستی اور غفلت بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اپنے گناہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا ہے، تب ہی تو حضورؐ نے غصہ سے اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا، یہ انسان بہت جھگڑا کرنے والا ہے" (الیضاً ص۳۰)

اس کے علاوہ موصوف نے تین چیزوں کے اثبات کیلئے ایڑی چوٹی کا زور قلم صرف فرمایا ہے،

۱۔ حضرت فاطمہؓ کے بارے میں جمہور اہلسنت والجماعت کا جو یہ نظریہ ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں اور بعثت کے بعد ان کی ولادت ہوئی ہے، ان کی بعد از بعثت ولادت کے شرف کا انکار کرنے کیلئے بٹ صاحب نے حضرت فاطمہؓ کی بجائے ام کلثومؓ کو حضورؐ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے،

۲۔ حضرت حسینؓ کی ولادت ۵ھ ہجری کے بعد قرار دے کر انکی صحابیت کا انکار کرنے پر زور قلم صرف کیا ہے،

۳۔ بعثت کے وقت حضرت علیؓ کی عمر (دس سال کی بجائے) پانچ سال قرار دیکر بچوں میں سے سب سے پہلے ان کے ایمان قبول کرنے کے شرف سے انکار کی کوشش کی ہے،

عزیز احمد صدیقی

(۱) یہ کتاب (بخاری شریف) قرآن کے بعد سب سے زیادہ سچی کتاب کہلاتی ہے، کیونکہ یہ قرآن کی ناسخ ہے۔ مسلمان حدیث کو قرآن پر جو ترجیح دیتے ہیں، اس لئے دیتے ہیں کہ اسمیں مزیدار باتیں ہیں، جو قرآن میں نہیں ہیں۔ (ام المومنین سیدہ خدیجہ ص۹۹)

(۲) ہماری تاریخ ہماری فقہ، ہماری روایات یعنی حدیثیں اور تفسیریں سب مجوسیوں نے تیار کی ہیں، (انمٹ باتیں ص۶)

(۳) تبرکات بخاری کے تحت لکھتے ہیں کہ اب دیکھئے (امام) بخاری صاحب نے اپنے مجوسی معاشرہ کی حرام کاری، عیاشی اور بدکاری کو کس خوبی سے مشرف باسلام فرمایا ہے۔ (الیضاً ص۱۰۴)

(۴) پس ختم نبوت کا نعرہ لگانا اپنی شیعیت کا اعتراف کرنا ہے، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمارا مولوی شیعیت کی پیداوار ہے، (الیضاً ص۱۴/۱۵ حاشیہ)

(۵) یہاں (غزوہ خیبر کے موقع پر) بھی حضرت علیؓ کو اسلامی فوج کا علم دیا گیا، وہ اپنی جسمانی معذوری کی وجہ سے علم برداری کے سوا کچھ کر بھی کہاں پاتے، (اہل بیت رسول یا پنجتن ص۴۲)

(۶) وہ (صحابہ کرام) کسی مشرکانہ خفیہ تحریک میں کیسے شامل ہو سکتے تھے، خواہ وہ حضرت علیؓ کی معرفت ہی اسلام میں لائی جا رہی ہو، بدقسمتی سے حضرت علیؓ ایک کمزور اور معذور فرد ہوتے ہوئے بھی محض اپنے پروہتی ورثہ کی بنیاد پر اقتدار اور لیڈری کے خواب دیکھتے تھے، انہیں اپنی نسلی قرابت پر ناز تھا، یہودیوں اور مزدکیوں نے ان کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھایا، انہیں مدینہ سے اغوا کر کے لے گئے اور کوفہ میں بٹھا کر انہیں بابل اور نینوا کی میراث دیدی، اسطرح کوفی اسلام کی بنیاد پڑ گئی (مقدمہ شمائل علی ص)

(۷) پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بنو ہاشم اسلام لانے کے بعد بھی کوئی مناصب حاصل نہ کر سکے، اس کی وجہ یہی تھی کہ عباس عقیل، جعفر و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی متولیانہ و مشائخانہ تربیت کی وجہ سے انتظامی امور کے اہل نہ تھے۔

اور جو کام وہ جانتے تھے اس کی نئے دین کی وجہ سے کوئی ضرورت باقی نہ رہی تھی اسی لئے یہ حضرات زندگی بھر وثیقے پاتے رہے جو خلفائے راشدین نے بھی حسب حال جاری رکھے۔

(حیات سیدنا سکینہ صـ۴۹)

(۸) سیدنا عثمان غنی کے آخری ایام خلافت میں ایک مینی یہودی مدینہ آیا۔ اس نے سیدنا علیؓ کو حکومت سے شاکی اور خلافت کیلئے بے چین پایا، وہ ان کا ہمدرد بن گیا، سیدنا علیؓ اس کے کید کو نہ سمجھ سکے، اپنے دل کا حال اگل دیا، یہودی نے کہا بھئی خوب بنی امیہ کا یہ ستر سالہ بڈھا گدی چھوڑنے کو راضی نہیں اور بنو ہاشم خود رسول کے خاندانی لوگ ہیں، صرف وظیفے پر بسر کر رہے ہیں۔ اجی خلافت آپ کا حق ہے، ہم آپ کو حق دلائیں گے حکم کیجئے اور دیکھئے، غالباً وہ حکم مل گیا۔ تو یہودی فوراً عراق کی طرف روانہ ہو گیا بہت سے مجوسی مسلمان بنے بیٹھے تھے، چند ماہ بعد ہی یہودی اپنے تین ہزار آزمودہ کار چیلے لے کر زمانہ حج میں جب مدینہ خالی تھا، دارالخلافہ میں گھس آیا اور خلیفہ مظلوم کو شہید کر کے، تاجِ خلافت بنو ہاشم کے سپوت کے قدموں میں ڈال کر داد کا طالب ہوا،

(ایضاً صـ۴۹)

(۹) جب خلفائے اسلام اس اسلامی ریاست کے سیاسی استحکام میں مصروف تھے اور علیؓ ان کیلئے سازشوں کے جال بچھا رہے تھے، ام المؤمنین صرف اشاعت دین میں مصروف تھیں،   (حیات ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ صـ۵)

(۱۰) علی مرتضیٰ نے ایرانی مجوسیوں کی مدد سے حکومت حاصل کی تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف نہ کیا، خود ان کے ہی ایک پرستار کے ہاتھوں انہیں ختم کر دیا، پھر حکومت کبھی انکی نسل میں نہ آسکی، یہ ام المؤمنین کی بد دعا تھی۔ (ایضاً صـ۵۹)

ان حوالہ جات کی روشنی میں اس خطرناک خارجی تحریک کے مقاصد کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ آخر اس تحریک کا تعاقب کر کے اہلبیت رسول کی عظمت کا تحفظ کون کریگا؟ کیا یہ صرف تحریک خدام اہلسنت والجماعت کی ذمہ داری ہے؟

شاہد فاروقی رکن مجلس شوریٰ سنی تحریک طلبہ گوجرانوالہ ڈویژن